اردو کی کہانی۔۔۔تصویروں کی زبانی

ترتیب وتحقیق
پروفیسر عرفان علی عارف
ممبر ادارتی بورڈ ''اعلیٰ تعلیم''
رابطہ 9858225560

ہندوستان میں اردو کی شاہانہ تاریخ وثقافت کا دورانیہ قریب سات صدیوں پر محیط ہے، اس دوران اردو زبان وادب نے سینکڑوں شاعر ادیب نقاد محقق فکشن نگار زمانے سے روشناس کئے، ولی دکنی اور سراج اورنگ آبادی سے لے کر فیض وفراق تک نا جانے کتنے ہی نابغہ روزگار ادیبوں سے اردو کا دامن بھرا پڑا ہے۔ان ادیبوں نے بے شک اردو کی بھر پور خدمت کی ہے، لیکن اردو کو سماج میں رواج دینے میں ان کے علاوہ بھی بے شمار اشخاص، تحاریک، رجحانات واداروں نے اپنا کلیدی رول ادا کیا ہے ۔عمرانیات، تاریخ، اسلامیات، سیاست، سماجیات، ثقافت، صحافت اور تدریس سے جڑی ہزاروں لاکھوں کتابوں، تحریروں، مسودوں، اخباروں، خطوط نے اردو زبان کے دامن کو وسیع کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے، ہمارا موضوع اگر چہ ادب ہے لیکن اردو کلچر کو عام عوام میں فروغ دینے میں ادب کے علاوہ بھی بیشتر اداروں اور شعبہ جات نے اپنا حصّہ ڈالا ہے۔

ہم ''اعلیٰ تعلیم'' عنوان سے آغاز ہوئے اس تحقیقی مجلّہ میں ایسی ہی کچھ تاریخی نگارشات، دستاویزات، ریکارڈ وغیرہ کو بھی محفوظ کرنے جارہے ہیں جو اردو زبان کے عہد شاہانہ کا زندہ ثبوت ہیں۔مجلہ کے اس آخری حصّے میں ایسے ہی کچھ نایاب ڈاکومنٹ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔آپ کو ہماری یہ کوشش کیسی لگی ضرور مطلع کریں اور ایسی نایاب دستاویزات اگر آپ کی تحویل یا نظر میں بھی ہیں تو ہمیں روانہ کریں، آپ کے نام اور شکریہ کے ساتھ مجلہ میں شامل کی جائیں گی۔ --مدیر

میرے زیرِ نظر اس وقت کچھ ایسی تصویریں، تحریریں اور خطوط ہیں جن کی تاریخی اور دستاویزی حیثیت سے ساری دنیا واقف ہے، اگر چہ ترسیل وتشہیر کے زمانے میں آج یہ تمام ڈاکومنٹ محفوظ ہیں لیکن پھر بھی ہماری کوشش ہے کہ یہ چیزیں لگاتار کتابی صورت میں بھی محفوظ ہوتی رہیں، تا کہ زمانوں تک اردو پڑھنے والا طبقہ ان کے ذریعہ اپنے تاریخی ماضی کی یادوں کو تازہ دم رکھتا رہے۔میں آپ کی خدمت میں چند ایسی ہی دستاویزات پیش کر رہا ہوں، آپ کو میری یہ کوشش ضرور پسند آئے گی۔

لیجیے پہلے ہم ایک ایسے خط کو دیکھتے ہیں جو علامہ اقبال نے اپنے ایک دوست کو لکھنؤ کے پتہ پر لاہور سے لکھ کے روانہ کیا، اس خط میں علامہ نے حکیم صاحب کے طبّی رسالہ ''عربی طب'' کے وصول ہونے پر شکریہ ادا کیا ہے اور حکیم صاحب کو لکھا ہے کہ

اسلامی ادویات اور علاج کے بارے میں ایسی تحقیق کی اشد ضرورت ہے۔ یہ نایاب خط سید نیر الدین نے محفوظ کیا ہوا ہے، سید نیر الدین لکھنؤ کے مشہور و معروف حکیم خواجہ شمس الدین کے نواسوں میں سے ایک ہیں، مذکورہ خط علامہ نے حکیم صاحب کو ۲۳ اگست ۱۹۲۶ کو لاہور سے روانہ کیا ہے، یہ خط بیک وقت بہت سی وجہوں سے ریکارڈ ساز ہے، ایک تو اپنے زمانے کے دو جید اصحاب کی گفتگو کی وجہ سے، دوسرے اس زمانے کے برطانوی سامراج کے ڈاک و تار محکمہ کی فعالیت کے حوالے سے بھی اس خط کی بہت اہمیت ہے۔

غیر منقسم ہندوستان میں لاہور سے ہزاروں میل دور لکھنؤ روانہ کئے گئے اس خط کو برطانوی پوسٹل ڈیپارٹمنٹ نے صرف دو روز میں لکھنؤ پہنچا دیا ہے۔ سید نیر الدین کی تفصیلات کے مطابق لفافے پر لگی سرکاری مہروں سے ثابت ہے کہ خط علامہ نے ۲۲ اگست کو لاہور میں لکھا، ۲۳ اگست کو روانہ کیا اور خط ۲۵ اگست ۱۹۲۶ کو لکھنؤ میں حکیم صاحب کی جانب سے وصول کیا گیا۔ ایک اور دلچسپ بات ملاحظہ کیجیے، خط پر علامہ نے انتہائی سرسری پتہ درج کیا ہے، صرف حکیم صاحب اور ان کے شہر کا نام لکھا ہے اور خط صرف دو روز میں حکیم صاحب کے پتہ پر پہنچ گیا ہے، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مشاہیر لوگوں کا نام ہی ان کا اڈریس بن جاتا ہے۔

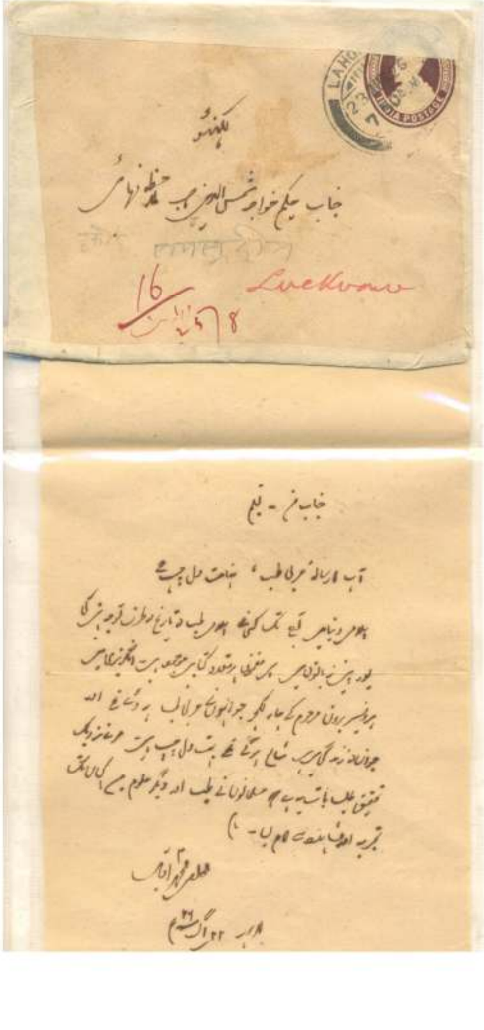

اردو میں لکھا یہ خط شہید بھگت سنگھ نے پھانسی دیئے جانے سے کچھ روز پہلے تین مارچ ۱۹۳۱ کو لاہور سنٹرل جیل کی کال کوٹھری سے اپنے بھائی کلتار سنگھ کو لکھا، جو اس زمانے کے مشہور اخبار پرتاپ میں شائع ہوا۔ برطانوی حکومت کے خلاف ''لاہور سازش کیس''، میں بھگت سنگھ، راج گرو اور سکھدیو کو ۲۳ مارچ شام ساڑھے سات بجے لاہور جیل میں پھانسی دی گئی تھی۔

۳ مارچ ۱۹۳۱

عزیز کلتار!

آج تمہاری آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ آج تمہاری بات میں بہت درد تھا۔ تمہارے آنسو مجھ سے برداشت نہیں ہوئے۔ برخوردار! ہمت سے تعلیم حاصل کرتے جانا۔ اور صحت کا خیال رکھنا۔ حوصلہ رکھنا۔ اور کیا کہوں شعر لکھے ہیں کیا لکھوں سنو،

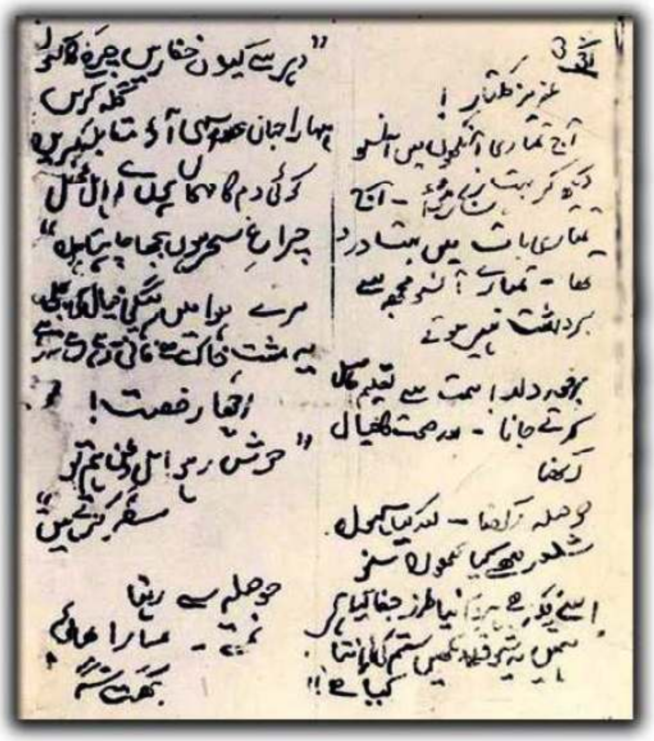

3
عزیز کلتار!
آج تمہاری آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بہت رنج ہوا - آج تمہاری بات میں بہت درد تھا - تمہارے آنسو مجھ سے برداشت نہیں ہوئے
برخوردار! ہمت سے تعلیم حاصل کرتے جانا - اور صحت کا خیال رکھنا
حوصلہ رکھنا - اور کیا کہوں شعر لکھے ہیں کیا لکھوں سنو
اسے یہ فکر ہے ہر دم نیا طرز جفا کیا ہے
ہمیں یہ شوق ہے دیکھیں ستم کی انتہا کیا ہے!!
"دہر سے کیوں خفا رہیں چرخ کا کیوں گلہ کریں
ہمارا جہاں عدو سہی آؤ مقابلہ کریں
کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہل محفل
چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں"
مرے ہوا میں رہے گی خیال کی بجلی
یہ مشت خاک ہے فانی رہے رہے نہ رہے
اچھا رخصت!
"خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں"
حوصلہ سے رہنا
نمستے - تمہارا بھائی
بھگت سنگھ

اسے یہ فکر ہر دم، نیا طرزِ جفا کیا ہے؟
ہمیں یہ شوق ہے، دیکھیں ستم کی انتہا کیا ہے!!
دہر سے کیوں خفا رہیں، چرخ کا کیوں گلہ کریں
ہمارا جہاں عدو سہی، آؤ مقابلہ کریں
کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل
چراغِ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں
مرے ہوا میں رہے گی خیال کی بجلی
یہ مشتِ خاک ہے فانی، رہے رہے نہ رہے

اچھا رخصت!
''خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں''
حوصلہ سے رہنا۔
نمستے۔ تمہارا بھائی
بھگت سنگھ

کرشن چندر کا یہ خط اس لحاظ سے بھی تاریخی حیثیت کا ہے کہ پونچھ کے دوست احباب کو لکھے ان کے بیشتر خطوط کا اب کوئی ریکارڈ کہیں موجود نہیں ہے، یہ ایک خط میسر ہے وہ بھی پونچھ کے مشہور صحافی اور ادیب محمد ایوب شبنم کی تحویل میں۔ ایوب شبنم صاحب سرنکوٹ پونچھ سے نکلنے والے ہفتہ وار اخبار ''ستاروں سے آگے'' کے مدیر رہے ہیں، اس کے علاوہ انھوں نے افسانے بھی لکھے ہیں، کرشن چندر کے آخری دورہ پونچھ میں جو نئے لکھنے والے لڑکے لگا تار کرشن چندر کو گھیرے ہوئے تھے ان میں سے ایک ایوب شبنم بھی ہیں۔ کرشن چندر آخری وقت تک اپنے خطوط کے ذریعہ ایوب شبنم کے رابطے میں رہے ہیں، یہ خط عجیب وغریب تاریخ کا حوالہ ہے، ۱۴/اپریل ۱۹۷۵ کو لکھے اس خط میں کرشن چندر نے ایوب شبنم کو گزارش کی ہے کہ وہ سرنکوٹ میں ان کہ لئے دو کمروں کا اہتمام کرے کہ کرشن چندر آخری ایام اپنے پونچھ میں ہی گزارنا چاہتا ہے، لیکن ستم ظریفی دیکھیے کہ اس سے پہلے کہ خط پونچھ پہنچتا، کرشن چندر کی ناگہانی وفات کی خبر پونچھ پہنچ گئی، پیش ہے اسی دستاویزی خط کا عکسِ تحریر۔

۱۴/اپریل ۱۹۵۷ کو تحریر کردہ کرشن چندر کا ایک خط

محبی محمد ایوب شبنم

آداب!

عرصہ ہوا پونچھ سے آنے کے بعد ''ستاروں سے آگے'' کے دو ایک شمارے ملے تھے پھر ایک لمبا وقفہ۔ اب مالک رام آنند کا خط جموں سے آیا ہے کہ یہی رسالہ اب جموں سے شائع ہوگا۔ مجھ سے کوئی نئی یا پرانی تخلیق مانگی ہے۔ نئی تخلیق تو کوئی حاضر نہیں ہے۔ پرانی تخلیق کا انتخاب کر کے بھجوادوں گا۔ مالک رام آنند کو خط لکھ دیا ہے۔ کوٹلی کالونی جموں ۵ کے پتے پر۔ اگر یہ پتہ صحیح نہ ہوتو صحیح پتہ لکھیں۔ خط دوبارہ لکھ دوں گا۔

میں دوبارہ پونچھ آنا چاہتا ہوں۔ برادرِ مرحوم مہندر ناتھ کی اچانک وفات نے اب تک نہ آنے دیا۔ مگر آنے کا ارادہ ہے۔ اگر زندگی نے وفا کی۔ دو چار ماہ پونچھ اور سورن کوٹ میں رہنا چاہتا ہوں۔ پونچھ میں تو پروین کمار مینی کا مکان ہے مگر میں زیادہ عرصہ سورن کوٹ میں قیام کرنا چاہتا ہوں۔ میرا ارادہ ہے وہاں کچھ ماہ رہ کر پونچھ کے ادیبوں کی ایک کوآپرٹیو بنا کر ایک پریس اور اشاعت گھر بنانا ہے جس کے ذریعہ پونچھ کے علاقے کے ادیبوں کا رسالہ چھپ سکے اور اِن کی کتابیں منظر عام پر آسکیں۔ اس سلسلے میں کشمیر گورنمنٹ سے بھی مدد حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کروں گا۔ ۱۸ اپریل کو شیخ محمد عبداللہ صاحب بمبئی آرہے ہیں پانچ دن کے لئے ان سے ذکر کروں گا۔

اس کے علاوہ سورن کوٹ میں رہ کر اپنی سوانح عمری بھی لکھنا چاہتا ہوں۔ اس کے لئے اگر کہیں سے کرائے پر دو یا تین کمروں کا مکان حاصل ہو سکے تو بہت بہتر ہوگا۔ لکھیں کہ کرایہ کیا ہوگا۔ دو کمروں اور تین کمروں کا۔ ماہانہ۔ اور اگر سورن کوٹ میں کسی صاحب سے زمین لیز پر لے کر ایک کچا کوٹھا تعمیر کیا جائے تو اُس کی لاگت کیا ہوگی۔ ٹھیک ٹھیک معلوم کر کے صحیح صورتحال سے

واضح کریں۔ کسانوں جیسا کھلا گھر، پھر باتھ روم اور ٹائلٹ کے مسئلے کا کیا حل ہوگا۔ کیا سورن کوٹ میں جمعدار بھنگی وغیرہ ملتے ہیں؟ میں ایک ایسی جگہ چاہتا ہوں جہاں میں الگ سکون سے بیٹھ کر لکھ سکوں اور پونچھ کے ادیبوں کو اکھٹا کر کے اُن کی انجمن کی بنیاد رکھ سکوں۔ زندگی کے آخری چند ماہ و سال باقی ہیں اپنے ہم وطن دوستوں کے لئے کچھ کام کر جاؤں۔ تمام کوائف سے مطلع کریں۔

مخلص

کرشن چندر

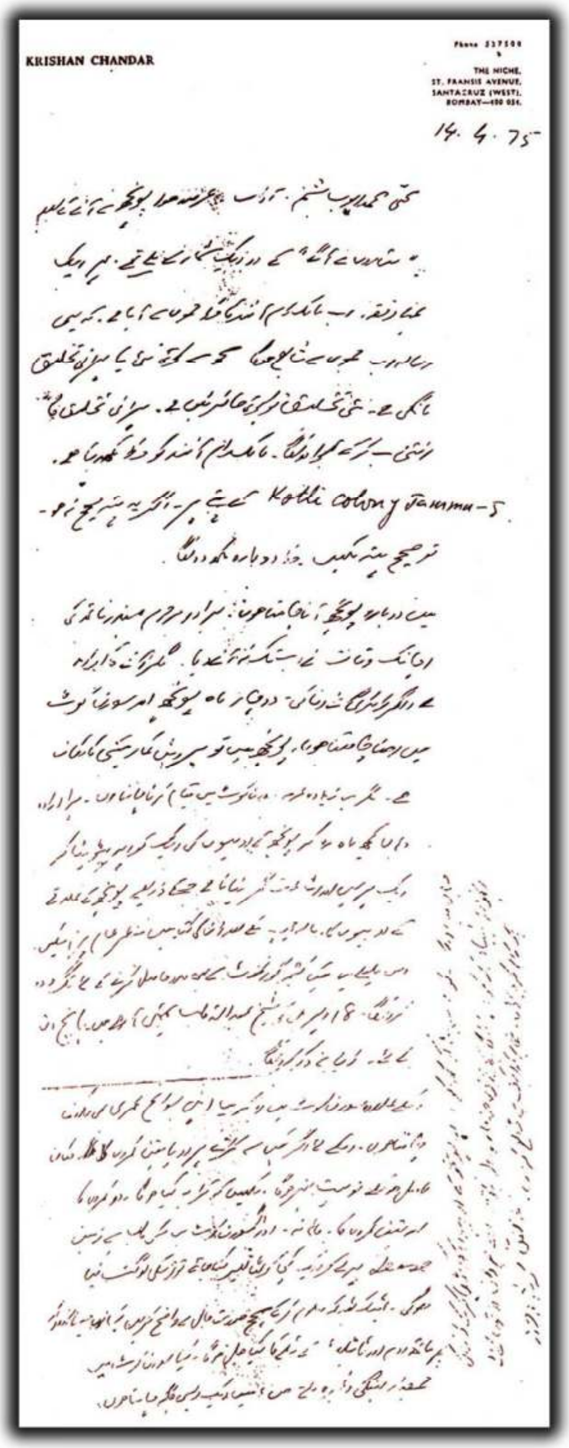

KRISHAN CHANDAR

Phone 537500

THE NICHE,
ST. FRANSIS AVENUE,
SANTACRUZ (WEST),
BOMBAY—400 054.

14. 4. 75

Kotli Colony Jammu-5

ایک نایاب ڈاکومنٹ:

انتہائی تاریخی نوعیت کی یہ تصویر اردو کے نامور ادیب اور پونچھ کے سپوت، کرشن چندر کے آخری دورہ پونچھ کی تصویر ہے۔ مئی ۱۹۷۴، گیتا بھون کے صحن میں کھچی اس تصویر میں کرشن جی اپنے پرانے پونچھی ہم جماعت دوستوں ایڈوکیٹ نرنجن سنگھ، بشمبر لال شرما اور کرشن لال مینی سے گپ شپ کرتے ہوے۔ تصویر میں ایک طرف انتہائی انہاک سے گفتگو کا مزہ لیتے ہوئے ہماری ریاست کے مشہور شاعر اور کلچرل ایکٹوسٹ شیخ سجاد حسین پونچھی۔ یہ نایاب تصویر شیخ صاحب نے ہی ہمیں اس مجلّے کے لئے فراہم کی ہے، اُنکا شکریہ۔

"کرشن چندر بمبئی منتقل ہونے کے بعد بہت کم پونچھ آئے، آخری مرتبہ وہ مئی ۱۹۷۴ میں اُس وقت پونچھ آئے جب دور درشن دہلی کی ایک ٹیم اُن کی بایو گرافی بنا رہی تھی۔ اسی سلسلے میں اِس ٹیم نے پونچھ اور کشمیر کا بھی دورہ کیا تھا۔ اس دورے میں کرشن کی اہلیہ سلمیٰ صدیقی، بھائی مہندر ناتھ اور اُن کی بہن سرلا دیوی بھی اُن کے ہمراہ تھیں۔ پونچھ کے ساتھ کرشن کی وابستگی بلا کی تھی۔ پونچھ اور کرشن کی محبت سے سرشار خاکوں کو انھوں نے "مٹی کے صنم" میں ترتیب دیا ہے۔ "مٹی کے صنم" میں سوانحی خاکے "میں ایک شہر تھا پونچھ" میں کرشن چندر لکھتے ہیں "کتنے ہی راستے ہیں میرے دل میں جو پونچھ کی وادی کو جاتے ہیں، کبھی شمال۔۔۔۔۔ کبھی مشرق۔۔۔۔ کبھی جنوب۔۔۔۔۔ کبھی مغرب، جدھر سے بھی چلتا ہوں پونچھ پہنچ جاتا ہوں۔"   (ص ۳۹)

کرشن چندر نے اپنے اِس آخری دورے میں وہ سب جگہیں دیکھیں جن کا ذکر انھوں نے "مٹی کے صنم" میں کیا ہے۔ اسی دوران انھوں نے تاثراتی ناول 'پورے سفر کی آدھی کہانی' بھی رقم کیا۔

یہ ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم جواہر لال نہرو کی شادی کی تقریب کا دعوت نامہ ہے جو اُن کے والد موتی لال نہرو کی جانب سے اُردو میں تیار کروایا گیا تھا۔ یہ تقریب ۸/ ۹ فروری ۱۹۱۶ کو آنند بھون دہلی میں منعقد ہوئی۔ نہرو کی شادی کی تقریب سے متعلق کچھ اور بھی دستاویزات ریکارڈ میں موجود ہیں جن میں اُردو زبان کا استعمال ہوا ہے، تقسیم سے پہلے تک ہندوستان بھر میں اردو ہی عام عوامی رابطے کی زبان تھی، خاص طور پر اقتدار کے گلیاروں میں اُردو کا ہی دور دورہ تھا۔ جواہر لال نہرو بذاتِ خود اُردو کے دلدادہ تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور جوشؔ کے ساتھ اُن کے نہایت قریبی تعلقات تھے۔ جنگِ آزادی کے دوران انقلاب زندہ باد جیسے اُردو نعروں نے ہی تمام ہندوستان میں یکجہتی کی ایک مہم کو جنم دیا تھا۔

نہرو کے جدِ امجد راج کول، پردادا لکشمی نارائن نہرو، دادا گنگا دھر نہرو اور والد مکرم پنڈت موتی لال نہرو اردو فارسی کے بڑے عالم تھے بقول نہرو ''مجھے اُردو کے بارے میں بالکل فکر نہیں، وہ ایک جاندار زبان ہے، اُسے دبانا یا ختم کرنا ناممکن ہے لیکن تنگ دلی کے مظاہرے پر مجھے اکثر افسوس ہوتا ہے۔ اُردو میری ماں اور دادی کی زبان ہے جسے میں بچپن سے بولتا آیا ہوں، میں اردو پر فخر کرتا ہوں اور بدستور اسے بولتا رہوں گا''۔ (ہندی نیشنلزم، ص ۱۱۳)

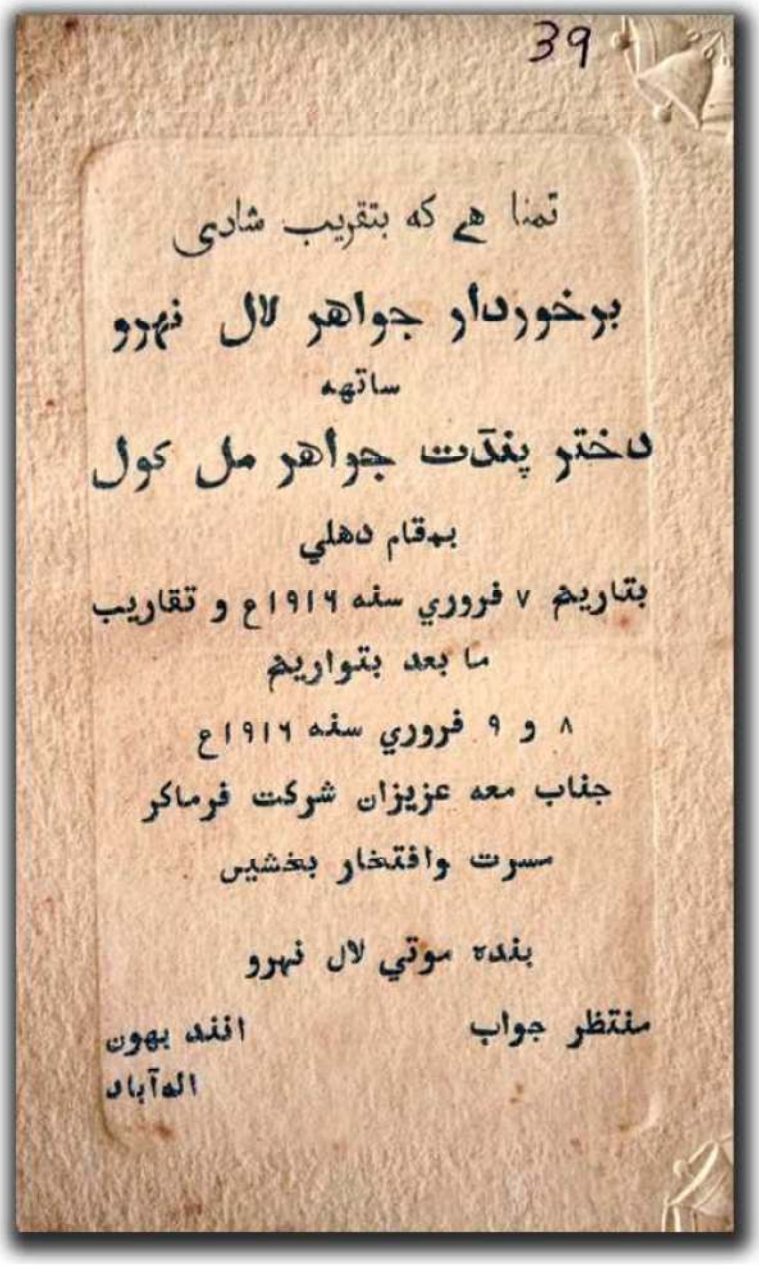
39

تمنا هے كه بتقريب شادى

برخوردار جواهر لال نهرو

ساتهه

دختر پنڈت جواهر مل كول

بمقام دهلي

بتاريخ ۷ فروري سنه ۱۹۱۶ع و تقاريب

ما بعد بتواريخ

۸ و ۹ فروري سنه ۱۹۱۶ع

جناب معه عزيزان شركت فرماكر

مسرت وافتخار بخشيں

بندۂ موتي لال نهرو

منتظر جواب

انند بهون

الهآباد

ہندی کے نامور شاعر ہری ونش رائے بچن (والد امیتابھ بچن) کے ہاتھ کی لکھی ایک نایاب اردو تحریر

ایک پوسٹ کارڈ جو انھوں نے ۷/اگست ۱۹۵۹ کو دہلی سے اپنے کسی دوست حمید احمد خان کو لاہور کے ایڈریس پہ روانہ کیا۔ عکس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ ہندی کا یہ نامور ادیب شائد اردو لکھنا نہیں جانتا لیکن اس وقت آپسی مراسم اور تعلقات میں یہ رواداری ضرور رکھی جاتی تھی کہ خط پڑھنے والے کی سہولت کے مطابق ہی زبان کا استعمال کیا جائے۔ یہی بات گاندھی جی کے خطوط کے حوالے سے بھی کہی جا سکتی ہے۔

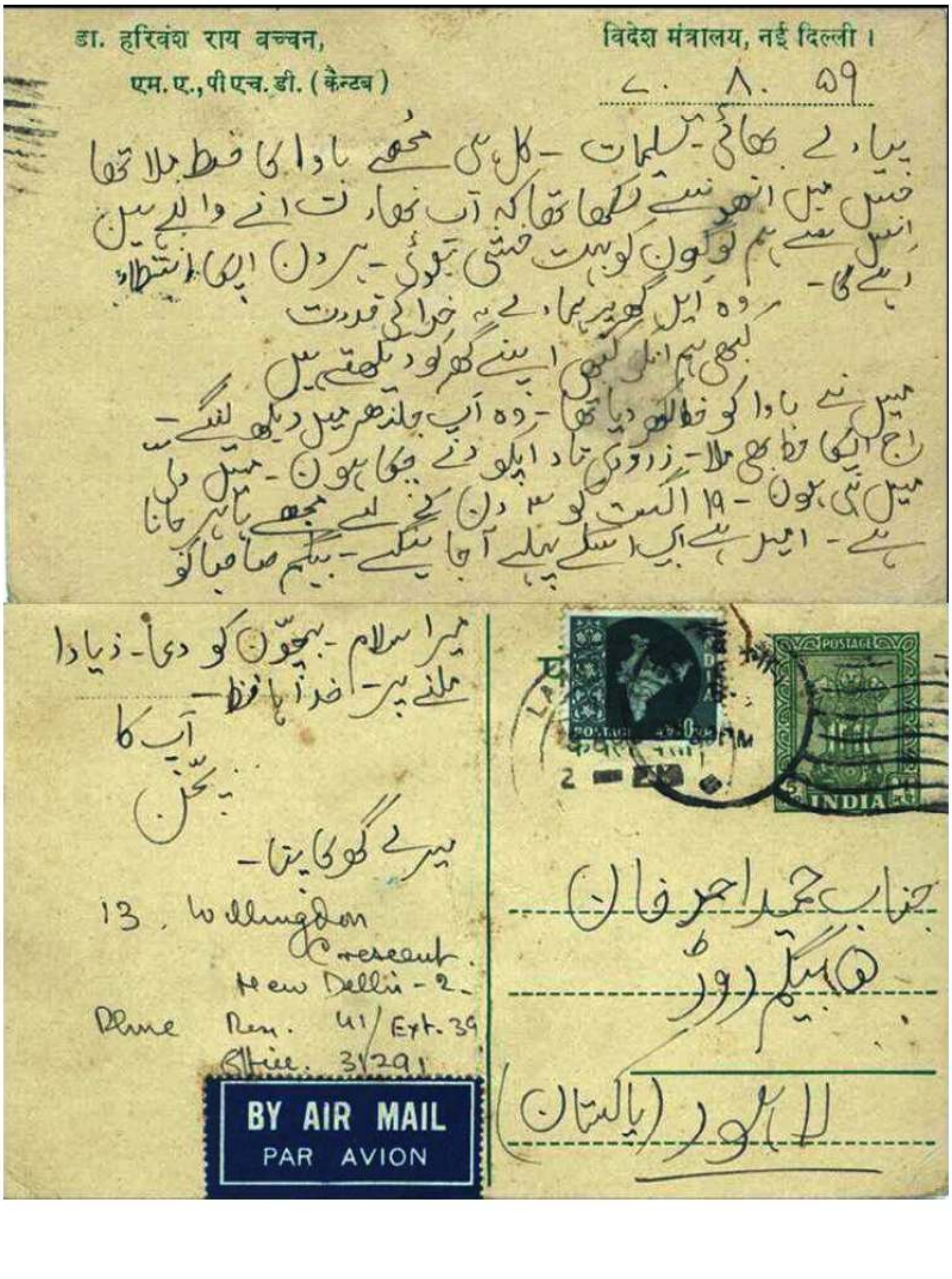

डा. हरिवंश राय बच्चन,
एम. ए., पीएच. डी. (कैन्टब)

विदेश मंत्रालय, नई दिल्ली।

۷. ۸. ۵۹

پیارے بھائی - تسلیمات - کل ہی مجھے باوا کا خط ملا تھا
جس میں انھوں نے لکھا تھا کہ آپ بھارت آنے والے ہیں
اس سے ہم لوگوں کو بہت خوشی ہوئی - ہر دن آپکا انتظار
رہے گا -
وہ اپنی گھر ہمارے یہ خدا کی قدرت
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں
میں نے باوا کو خط لکھ دیا تھا - وہ آپ جالندھر میں دیکھ لینگے -
آج آپکا خط بھی ملا - [illegible] آپکو دے چکا ہوں -
میں یہیں ہوں - ۱۹ اگست کو ۳ دن کے لیے مجھے باہر جانا
ہے - امید ہے آپ اس سے پہلے آ جائینگے - بیگم صاحبہ کو
میرا سلام - بچوں کو دعا - زیادہ
ملنے پر - خدا حافظ -
آپ کا
بچن

میرے گھر کا پتہ -
13, Wellingdon
Crescent.
New Delhi - 2.
Phone Res. 41/Ext. 39
Office. 31291

BY AIR MAIL
PAR AVION

POSTAGE
INDIA

جناب حمید احمد خان
بیگم روڈ
لاہور (پاکستان)

ایک اور تاریخی خط

اردو کی سب سے بڑی ویب سائٹ "ریختہ ڈاٹ آرگ" پر موجود اس خط کے بارے میں یہ جانکاری مہیا ہے کہ یہ علامہ اقبال کی وفات کے بعد مہاتما گاندھی جی نے اپنے ایک دوست کو لکھا جس میں گاندھی جی نے علامہ کی وفات پر اظہار افسوس کیا ہے۔

خط پر لکھی تاریخ ۹ جون ۱۹۳۸ ہے جب کہ علامہ کی وفات ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ کو ہوئی ہے۔ ویا مہاتما جی نے محمد حسین نام کے کسی دوست کو لکھے اس پوسٹ کارڈ نما خط میں علامہ کی وفات کے قریب ڈیڑھ ماہ بعد اپنے تعزیتی کلمات پیش کئے ہیں، خط میں یہ بھی واضح نہیں ہے کہ خط کس شہر یا پتے پر روانہ ہوا ہے۔ خط مہاراشٹرا کے ڈسٹرکٹ وردھا سے بھیجا گیا ہے، گاؤں وردھا گاندھی جی کے آشرم کے لئے بھی مشہور ہے، انڈین نیشنل کانگریس کی ایک سالانہ میٹنگ بھی یہاں منعقد ہوئی تھی۔

۱۹۳۶ میں گاندھی جی نے سیوا گرام نام سے آشرم یہیں بنایا تھا اور پھر ۱۹۳۸ میں اپنی وفات تک یہیں رہے۔ مہاتما جی کے ایک مداح جمنالال بجاج نے گاندھی جی کو یہاں لاکر بسایا تھا، انھیں آشرم کے لئے زمین مہیا کی تھی۔ اس خط میں محمد حسین کو مہاتما گاندھی علامہ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

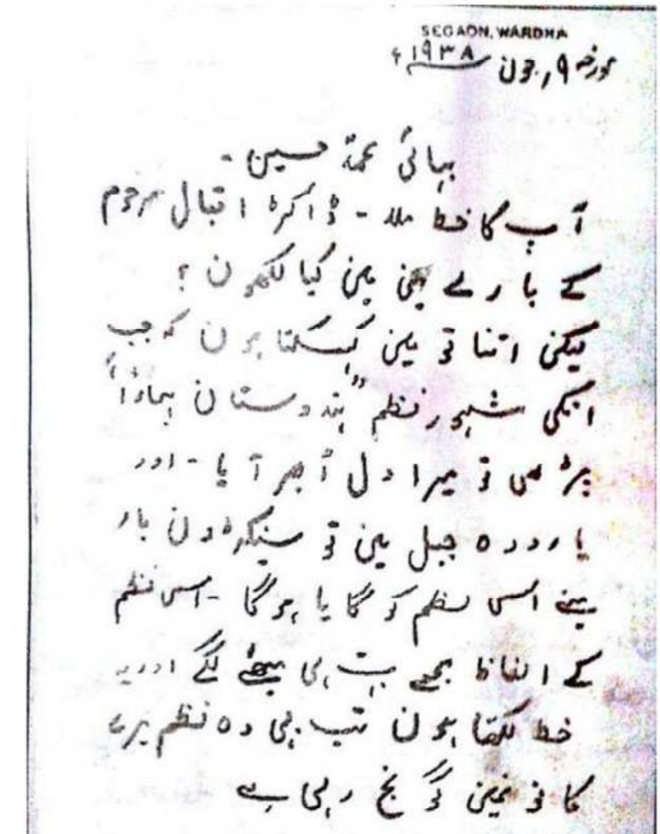

SEGAON, WARDHA
مورخہ ۹ جون ۱۹۳۸ء
بھائی محمد حسین۔
آپ کا خط ملا۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم
کے بارے میں میں کیا لکھوں؟
لیکن اتنا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ جب
ان کی مشہور نظم "ہندوستان ہمارا"
پڑھی تو میرا دل ابھر آیا۔ اور
یرودہ جیل میں تو سینکڑوں بار
میں نے اس نظم کو گایا ہوگا۔ اس نظم
کے الفاظ مجھے بہت ہی میٹھے لگے اور یہ
خط لکھتا ہوں تب بھی وہ نظم میرے
کانوں میں گونج رہی ہے
آپ کا
مو۔ک۔گاندھی

بھائی محمد حسین

آپ کا خط ملا، ڈاکٹر اقبال مرحوم کے بارے میں میں کیا لکھوں؟ لیکن اتنا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ جب انکی مشہور نظم ھندوستاں ہمارا پڑھی تو میرا دل ابھر آیا اور یادودراجیل میں تو سینکڑوں بار میں نے اس نظم کو گایا ہوگا، اس نظم کے الفاظ مجھے بہت ہی میٹھے لگے اور یہ خط لکھتا ہوں تب بھی وہ نظم میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ : **آپ کا موہن گاندھی**

اس خط کی تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ یہ خط مہاتما نے اپنے کسی اردو جانکار عزیز کو بول کے لکھوایا ہے، خود صرف اردو میں دستخط کئے ہیں گاندھی جی اپنا بیشتر کام انگریزی یا ہندی میں ہی کرتے تھے۔

بہر حال کوشش رہے گی کہ آئندہ کے شماروں میں بھی اردو سے متعلق نادر و نایاب دستاویزات مزید آپ کی خدمت میں پیش کی جائیں۔

ریاستی اردو کونسل کا قیام۔۔۔ایک تاریخی فیصلہ

رواں سال ۲۰۱۸ میں ۲۳ فروری کو حکومت جموں وکشمیر نے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے تحت 'ریاستی کونسل برائے فروغِ اردو زبان' کا اعلان کیا۔ یہ خبر محبان اِردو کے لئے ایک عظیم خوش نوید تھی۔ اس دیرینہ مانگ کے احترام میں سرکار نے وزیر تعلیم وخزانہ جناب سید الطاف حسین بخاری کی قیادت میں ایک کمیٹی تشکیل دی۔ کمیٹی کی اوّلین میٹنگ میں شرکت کرنے والے ارکان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

سیّد الطاف حسین بخاری، چیئرمین کونسل

۱۔ظفر اقبال منہاس (وائس چیئرمین)

۲۔وائس چانسلر، سینٹرل یونیورسٹی کشمیر (رکن)

۳۔وائس چانسلر، سینٹرل یونیورسٹی جموں (رکن)

۴۔وائس چانسلر، جموں یونیورسٹی (رکن)

۵۔وائس چانسلر، کشمیر یونیورسٹی (رکن)

۶۔وائس چانسلر آئی یو ایس ٹی (رکن)

۷۔وائس چانسلر بی جی ایس بی یو (رکن)

۸۔وائس چانسلر ایس ایم وی ڈی یو (رکن)

۹۔وائس چانسلر کلسٹر یونیورسٹی، جموں (رکن)

۱۰۔وائس چانسلر کلسٹر یونیورسٹی، سرینگر (رکن)

۱۱۔پرنسپل سیکرٹری ٹو گورنمنٹ، محکمہ اعلیٰ تعلیم، (ممبر سیکرٹری)

۱۲۔پرنسپل سیکرٹری ٹو گورنمنٹ، فائنانس ڈیپارٹمنٹ (رکن)

۱۳۔سیکرٹری ٹو گورنمنٹ، اسکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ (رکن)

۱۴۔سیکرٹری ٹو گورنمنٹ، ڈیپارٹمنٹ آف کلچر (رکن)

۱۵۔سیکرٹری ڈیپارٹمنٹ آف لا، جسٹس اینڈ پارلیمنٹری افیئرز (رکن)

۱۶۔سیکرٹری جے اینڈ کے اکیڈیمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لنگویجز (رکن)

۱۷۔ڈائریکٹر، ریاستی کونسل برائے فروغِ اردو زبان (رکن)

۱۸۔پرنسپل انفارمیشن آفیسر، سرینگر، گورنمنٹ آف انڈیا (رکن)

۱۹۔ڈائریکٹر کالجز (رکن)

۲۰۔صدرِ شعبہ اردو، کشمیر یونیورسٹی (رکن)

۲۱۔صدرِ شعبہ اردو، جموں یونیورسٹی (رکن)

۲۲۔صدورِ شعبہ اردو ایم اے ایم کالج، جموں / جی ڈی سی پونچھ / جی ڈی سی ڈوڈہ (ارکان)

۲۳۔صدورِ شعبہ اردو جی ڈی سی بارہمولہ / جی ڈی سی اننت ناگ / اے ایس کالج سرینگر (ارکان)

۲۴۔صدورِ شعبہ اردو جی ڈی سی لیہہ / جی ڈی سی کرگل (ارکان)

۲۵۔ پروفیسر حامدی کاشمیری، سرینگر (رکن)

۲۶۔ پروفیسر محمد زماں آزردہؔ، سرینگر (رکن)

۲۷۔ پروفیسر نذیر احمد ملک، سرینگر (رکن)

۲۸۔ جناب نور شاہ، سرینگر (رکن)

۲۹۔ پروفیسر احمد قدوس جاوید، جموں (رکن)

۳۰۔ پروفیسر ظہور الدین، جموں (رکن)

۳۱۔ جناب ولی محمد اسیر کشتواڑی، جموں (رکن)

۳۲۔ جناب فاروق مضطرؔ، راجوری (رکن)

۳۳۔ جناب خالد بشیر احمد، سرینگر (رکن)

۳۴۔ جناب جاوید آزر، سرینگر، کشمیر اعظمیٰ اخبار (رکن)

۳۵۔ ڈاکٹر عبدالرشید خان، سرینگر (رکن)

۳۶۔ ڈاکٹر غلام نبی خیالؔ، سرینگر (رکن)

۳۷۔ جناب پرتپال سنگھ بیتابؔ، جموں (رکن)

۳۸۔ جناب زاہد مختار، سرینگر (رکن)

۳۹۔ پروفیسر اسداللہ وانی، جموں (رکن)

۴۰۔ جناب مسعود ساموں، سرینگر (رکن)

۴۱۔ پروفیسر نذیر آزادؔ، سرینگر (رکن)

۴۲۔ جناب عرفان عارفؔ، جموں (رکن)

۴۳۔ جناب راجا نظر بونیاری، بارہمولہ (رکن)

۴۴۔ پروفیسر جہانگیر دانش، سرینگر (رکن)

۴۵۔ جناب پرویز مجید لون، بارہمولہ (رکن)

۴۶۔ جناب بلراج بخشی، اودھمپور (رکن)

۴۷۔ جناب پریمی رومانی، جموں (رکن)

۴۸۔ جناب جاوید ماٹجی، سرینگر (رکن)

◆◆◆◆◆